Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAM QADIAN

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
والیان ریاست سے
امراء و رؤساء سے
معاونین سے
عوام سے
ممالک غیر سے

مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ

جلد ۳۸	۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ	پنجشنبہ	۲۱ مارچ ۱۹۳۵ء	نمبر ۱۰

دارالامان کا ہفتہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر طرح اچھی ہے۔ اور حضور شب و روز ترقی سلسلہ کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔

خاندان نبوت کے دیگر افراد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام۔ مدرسہ احمدیہ۔ نصرت گرلز ہائی سکول کا سالانہ امتحان ۱۸ مارچ سے شروع ہے

۱۹ مارچ کو بعد نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حافظ محمد ابراہیم صاحب (امام مسجد دارالفضل) کی لڑکی صالحہ بیگم کا خطبہ نکاح پڑھا۔ نکاح مولوی محمد منیر مولوی فاضل سے مبلغ پانچسو روپے مہر پر ہوا۔ نکاح کے بعد تین اشخاص داخل سلسلہ ہوئے۔

تعمیرات کا سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی سرعت ترقی کر رہا ہے۔ جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی شاندار کوٹھی کا کام خدا تعالیٰ کے فضل سے شروع ہو گیا ہے مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ لاہور۔ قاضی عبد المجید صاحب خلف الرشید ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ اور مرزا عبد الغنی صاحب ...... نائب ناظر بیت المال کی کوٹھیاں قریب الاختتام ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے دروازے ان کے مالکوں پر کھولے۔ اور اپنی برکات در و دیوار پر نازل فرمائے۔

مسجد دارالبرکات۔ محلہ دارالبرکات کے احمدیوں کی سعی اور کوشش کا نتیجہ ہے مسجد کی چھت پڑ رہی ہے چند یوم تک مسجد کے اندر نماز ادا ہو سکے گی۔

نیشنل لیگ قادیان

جناب صوفی عبد القدیر صاحب بی۔ اے چونکہ بہت جلد تبلیغی اغراض کے ماتحت کسی ملک میں جانے والے ہیں اسلئے نیشنل لیگ کی صدارت کا قرعہ ہمارے مکرم دوست خان محمد صادق صاحب شبنم جار سدی جن کی نظمیں الحکم میں شائع ہوا کرتی ہیں پر پڑا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خان صاحب کو اس خدمت کے لئے برکت و قوت عطا فرمائے

ان کے ساتھ سکرٹری شپ کے لئے نظر انتخاب مولوی نذیر محمد صاحب مولوی فاضل پر پڑی ہے۔ مولوی قمر الدین صاحب کی خدمات نظارت دعوت و تبلیغ میں منتقل ہو گئی ہیں

درخواستہائے دعاء

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحب قبلہ ابھی تک بیمار چلے آتے ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے برابر ہر نماز میں دعا فرماتے رہیں۔ حضرت مفتی صاحب کا وجود سلسلہ کے لئے ایک نہایت بابرکت اور قیمتی وجود ہے

(۲) چودھری اللہ بخش صاحب مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان کی اہلیہ صاحبہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے سخت بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

الصوم
سات جمعراتوں تک ہر جمعرات کو ہر ایک احمدی روزہ رکھے

موسمی حالت

۲۰ کو معمولی ترشح ہوا بہار کی وجہ سے موسم نہایت خوشگوار ہے

دعائے مغفرت

جناب حسن صاحب رہتاسی کی والدہ صاحبہ ۱۲ کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ بڑی مخلصہ تھیں۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت کریں

احمدیت کا پیغام

فخر قوم چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا لیکچر

مولوی عبد الوہاب صاحب عمر سکرٹری احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جناب چودھری صاحب کا معظم الشان لیکچر جو "احمدیت کا پیغام" کے موضوع پر لاہور میں ہوا انگریزی میں چھپ رہا ہے تبلیغ کے لئے لاجواب رسالہ ہے۔ چھپائی کے ٹکٹ بھیج کر مندرجہ ذیل پر منگوائیں۔ لیکچر اردو میں بھی شائع کیا جائے گا۔

(عبد المجید کارکن احمدیہ ہوسٹل لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیائے احمدیت

مسجد احمدیہ لنڈن میں عید ضحیٰ کی تقریب شاندار طور پر منائی گئی
لارڈ لوتھین کی صدارت میں سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کی تقریر اسلام پر

لنڈن ۱۸ر مارچ ۔ سکرٹری صاحب مسجد احمدیہ لنڈن نے حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کیا ہے ۔ کل مسلمانوں نے مسجد احمدیہ میں عید الاضحیٰ کی تقریب ادا کی ۔ جہج گیوتنت نماز ادا کی گئی ۔ سر فرانسس ہسبنڈ نے پچھلے پہر اسلام کے موضوع پر تقریر کی ۔ لارڈ لوتھین صدر تھے ۔ دو صد سے زائد مہمان شریک ہوئے جن میں سے بیس مختلف ممالک کے قونصل اور سفراء تھے ۔ تین لارڈ ۔ آٹھ ممبران پارلیمنٹ ۔ چار نائٹ ۔ بارہ مختلف سوسائٹیوں کے سکرٹری اور چھ رویشرین تھے ۔ دو ریزولیوشنز پاس کئے گئے ۔ جن میں ایک ہز میجسٹی ملک معظم کو ۲۲ سالہ دور حکومت پورا کرنے پر مبارکباد دینے کے متعلق تھا ۔ اور دوسرا سلطان ابن سعود شاہ حجاز کو قاتلانہ حملہ سے بال بال بچ جانے پر مبارکباد کا ۔ ناشتہ کا بھی انتظام تھا ۔

جاوا میں اشاعت احمدیت

حال ہی میں جماعت ہائے احمدیہ جاوا کی تبلیغی جد و جہد کے متعلق جو رپورٹ موصول ہوئی ہے ۔ اس کا خلاصہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے

منتظم اعلیٰ جماعت ہائے احمدیہ جاوا لکھتے ہیں :۔

فروری ۳۵ء سے ہم نے ایک کوٹھی کرایہ پر لے لی ہے جس میں چار سو کے قریب آدمی آ سکتے ہیں ۔ اس کا کرایہ ماہوار ۷۰ گولڈن یعنی ۱۴۷/۸ روپے ہے ۔ اس میں جناب مولوی رحمت علی صاحب جناب محی الدین صاحب جناب مراٹی صاحب سکرٹری اور جناب شفقت صاحب اخبار نیر اسلام کے مینیجر رہتے ہیں ۔ اس کوٹھی کے لینے پر لوگوں کی توجہ ہماری طرف بہت بڑھ گئی ۔ مخالفت بہت زور پر ہے ۔ جہاں جہاں جماعت قائم ہوئی ہے وہاں مخالفت ہو رہی ہے ۔ اور خصوصاً علماء تو سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی مخالفت کرنا ہی اسلام کی تعلیم ہے ۔ عیسائیت بیشک پھیل جائے دہریت بیشک تمام ملک کو تباہ کر دے کوئی پرواہ نہیں ۔ مگر احمدیت نہ پھیلے مولوی لوگ ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں سخت سے سخت گالیاں دیتے ہیں ۔ مگر ہم ان کی گالیوں کا شرافت اور متانت سے جواب دیتے ہیں ۔ عوام پر تو زیادہ اثر نہیں ۔ مگر عقلمند لوگوں پر ہمارے اخلاق کا بہت اچھا اثر ہے اور عموماً شرفاء ہمارے حامی ہیں ۔ علماء عوام میں یہ فتنہ پھیلاتے ہیں کہ احمدی جماعت گورنمنٹ برطانیہ کی جاسوس ہے ۔ اور ہزاروں روپے ماہوار اس سے لیتی ہے ۔ سمجھدار طبقہ اس فتنہ کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں ۔ اور جانتے ہیں کہ یہ محض شرارت ہے ۔ اور لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کی جاتی ہے ۔ جاوا میں جماعت احمدیہ کی تعداد کے متعلق ابھی تک ہم نے کوئی مستقل رجسٹر نہیں بنایا ۔ اندازہ یہ ہے کہ خدا کے فضل سے تعداد کئی ہزار تک پہنچ چکی ہے

ہے اسلام ہمارا دین
(از جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

۱

سندر نرمل سکھشا ساری
میٹھی میٹھی پیاری پیاری
پریم کا جیون سارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۲

پیٹ کی جس نے ریت سکھائی
مظلوموں کی جیت سکھائی
ہے چاروں کا چارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۳

دل اور سینے دھونے والا
سیٹھ اور کمینے دھونے والا
امرت جل کی دھارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۴

ست مارگ پر لانے والا
ایشور روپ دکھانے والا
جان بخش و جان آرا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۵

ملاؤں سے جان بچا کر
بیٹھا تھا آکاش پہ جا کر
کیا کرتا بیچارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۶

قادیاں نگری کا اک باسی
مہموہن پنجاب نواسی
پھر لایا دوبارہ دین
ہے اسلام ہمارا دین

۷

اے رودر گوپال کرشنا
اے احمد کے لال کرشنا
تھا جو تم کو پیارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

مشرقی بنگال میں عربی میں چودہ گھنٹے مناظرہ

۱۸ر تاریخ کو ایک احمدی دوست نے اپنے ہاں دعوت دی اور بتایا کہ مستورات وعظ سننا چاہتی ہیں ۔ میں نے تقریر شروع کی اور مولوی ظل الرحمان صاحب ترجمان ہوئے ۔ اچانک غیر احمدی مولوی یکے بعد دیگرے کمرے میں داخل ہونا شروع ہو گئے ۔ حتیٰ کہ تیس پینتیس کے قریب مولوی اور ایک بڑی تعداد غیر احمدیوں کی جمع ہو گئی یہ سب کچھ ہمارے احمدی بھائی کے دوسرے غیر احمدی بھائیوں کی شہ پر ہوا ۔ آخر مولویوں نے شور مچانا شروع کیا ۔ اور غیر احمدیوں نے ہماری تقریر روک دی اور چاہا کہ سوال و جواب ہوں ۔ اگرچہ اسوقت ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں تھی ۔ تاہم ہم نے متوکل علی اللہ انہیں اپنی تمام ترکش خالی کرنے کی اجازت دیدی برہمن بڑیہ کے عربی مدرسہ کا صدر المدرسین مولوی تاج الاسلام جسے اپنی علمیت کا بڑا غرہ ہے سامنے آیا اور بنگالی میں گفتگو کرنا چاہی ۔ میں نے کہا کہ آپ اردو میں بات چیت کریں کیونکہ میں بنگالی نہیں جانتا وہ کہنے لگا کہ آپ عربی سمجھتے ہیں ۔ میں نے جواب دیا خدا کے فضل سے عربی جانتا ہوں ۔ اسپر اس نے کہا مناظرہ عربی میں ہوگا میں نے فوراً منظور کر لیا ۔

غیر احمدی مولوی عربی بولنے سے عاجز آ کر اردو بولنے لگا ۔ میں نے عربی میں اسے روک دیا ۔ اسپر وہ کہنے لگا کہ لوگ عربی سمجھیں گے نہیں ۔ میں نے کہا کہ جب آپنے عربی میں مناظرہ کا چیلنج دیا تھا ۔ اسوقت لوگ عربی سمجھتے تھے ؟ الغرض ان کی عجیب کیفیت تھی ۔ آخر غیر احمدی پریذیڈنٹ نے اعلان کر دیا کہ ہم حقیقت کو پا گئے ہیں ۔ مولوی تاج الاسلام کا خیال تھا کہ احمدی مولوی عربی نہیں جانتا مگر اب انہیں یقین ہو گیا ہے کہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے ۔ اسپر غیر احمدی مولوی ٹوٹی پھوٹی عربی کے چند فقرات بول کر بیٹھ گیا ۔ جس کا جواب خاکسار نے بزبان عربی ایک مفصل تقریر میں دیا ۔ اور اس کے بعد مولوی ظل الرحمٰن صاحب نے بنگالی زبان میں اس کا ترجمہ کیا آخر یہ سلسلہ رات کے نو بجے سے لے کر اگلے دن کے گیارہ بجے تک یعنی چودہ گھنٹے تک عربی زبان میں جاری رہا ۔ جس میں اکثر وقت ہمیں بولنا پڑا ۔ کیونکہ غیر احمدی مولوی تو چند جملے کہہ کر بیٹھ جاتا تھا ۔ خدا کے فضل سے اس کا اثر خاص و عام پر بہت اچھا ہوا ۔

اگلے روز پھر مناظرہ ہوا ۔ جس میں غیر احمدی مولوی کہا میں اعتراض کرتا ہوں احمدی مولوی اس کا جواب دے ۔ چنانچہ اس نے سوال کیا ۔ اور خاکسار نے اس کے متعدد جوابات دیئے ۔ غیر احمدی مولوی کہنے لگا کہ کوئی جواب نہیں آیا ۔ مگر صدر صاحب نے انصاف سے کام لیتے ہوئے کہا ۔ جواب تو آ گیا ہے ۔ آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو اور بات ہے ۔ القصہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مناظرہ بھی نہایت کامیاب رہا ۔ غیر احمدیوں کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے ۔ (محمد سلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرت المہدی کا ایک ورق

روایات کی تنقید

میری علالت اور مرکز سے عارضی بُعد بعض روایات پر نوٹ لکھنے کی ضرورت محسوس کرا رہا ہے میں انشاء اللہ العزیز جلد مرکز میں پہنچ جانے کی امید رکھتا ہوں اسوقت انشاء اللہ اس قسم کی فروگذاشتوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

عزت یا رانی

مکرمی حافظ محمد ابراہیم صاحب کی روایات آجکل الحکم میں شائع ہو رہی ہیں ۷ مارچ ۱۹۳۵ء کے الحکم میں ایک روایت شائع ہوئی ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک رویاء کا ذکر ہے اس میں حافظ صاحب حضرت اقدس کی روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:- **"رویا ہی میں میں سمجھتا ہوں کہ اس عورت کا نام عزت ہے"**

اس میں اصلاح طلب یہ بات ہے کہ وہ رویا جو حضور نے دیکھی اس میں عورت کا نام **رانی** بتایا گیا تھا نہ کہ عزت۔ البتہ آپ نے اسی سلسلہ میں فرمایا کہ:-

" اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارت سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں اور کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ گئی "

اس رویاء کا ایک دوسرا جزو بھی ہے اس میں آپ کو آپ کا **بخت بیدار** ایک نہایت خوبصورت آدمی کی شکل میں دکھایا گیا اور اس نے کہا کہ

"میں دولتی آدمی ہوں"

بابا چٹو کے متعلق رائے

میں نے بابا چٹو کو اسوقت دیکھا جبکہ وہ اہلحدیث فرقہ کی سرگرمیوں اور مسجد چینیانوالی کی رونق و آبادی میں پوری دلچسپی لیتے تھے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انھیں حسن ظن ہوا۔ وہ اور خلیفہ رجب دین مرحوم بڑی سرگرمی سے حصہ لیتے تھے انھوں نے سلسلہ کے ابتدائی ایام میں اخلاقی جرأت سے کام لیا۔ لیکن چونکہ تعلیم یافتہ نہ تھے۔ اسلئے جلد دوسری باتوں سے متاثر ہو جاتے تھے۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے بابا چٹو کے متعلق حضرت اقدس کی رائے کا اظہار کیا ہے۔ یہ واقعہ کسی قدر صراحت کا محتاج ہے۔ حضرت اقدس کی عادت میں ہرگز نہ تھا کہ کسی کی غیر حاضری میں کوئی ذکر کریں۔ ہاں مخالفین سلسلہ کی سرگرمیوں یا اظہار خیالات کا ذکر اخبارات یا رسائل میں آتا تو مناسب موقعہ ان خیالات پر آپ تنقید فرما دیتے۔ تاکہ جماعت کو ایک صحیح اور زیادہ علم و معرفت بخشیں اور ان غلط فہمیوں سے بچائیں۔ جو معاندین اپنی مغالطہ آفریں تحریروں سے پیدا کرتے تھے۔ بابا چٹو کے متعلق جو اظہار رائے مولوی بقاپوری صاحب نے کیا ہے۔ اس میں کچھ ذہول ہوا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ بابا چٹو اس وقت چکڑالوی خیالات کے ہو چکے تھے۔ اور مولوی عبد اللہ چکڑالوی کو اپنے پاس رکھ کر ان کے خیالات کی اشاعت کی کوشش کرتے تھے۔ مرحوم قریشی صاحب انھیں لائے تھے کہ شاید مرنے سے پیشتر ان کی اصلاح ہو جاوے۔ وہ نماز مسنون کو چھوڑ کر اب اہل قرآن کی نماز پڑھتے تھے۔ اور وہ یاد نہ ہوتی تھی یہ تذکرہ حضرت کے حضور تھا۔ اسپر قریشی صاحب سے پوچھا گیا۔ تو انھوں نے عرض کیا کہ حضور! عمر کا تقاضا ہے۔ پچھلی نماز تو چھوڑ دی کہ اسے قرآن کے مطابق نہیں سمجھتے اور نئی اس عمر میں یاد نہیں ہوتی۔ حضور نے اسپر فرمایا کہ ہاں جب انسان عمر کے اس حصہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس کا دماغ نئی بات کے اخذ کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔

حضرت اپنے دوستوں کے ساتھ بڑے ہی وفادار تھے اور ہمیشہ ان کا جائز احترام فرماتے بابا چٹو کے متعلق آپ اس کو شریف دل انسان سمجھتے تھے۔ لیکن ناسمجھی سے آخر میں وہ ایک غلطی میں مبتلا ہو گیا۔

(عرفانی)

روایات

حضرت صوفی عبد الستار صاحب المعروف بزرگ صاحب کابلی رضی اللہ عنہ

(۱)

نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا خطبۂ نکاح اور مسئلہ نبوت

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے نکاح کی تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور خطبہ میں حضرت نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کے بخت آپ کے دادا صدر جہاں سے بہت اچھے ہیں۔ کیونکہ ان کے نکاح میں ایک بادشاہ کی لڑکی آئی تھی۔ اور آپ کے نکاح میں ایک نبی کی لڑکی آئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسوقت خود بھی تشریف فرما تھے۔

(نوٹ) آج نبوت کے مسئلہ پر اختلاف کرنے والے وہاں موجود تھے۔ مگر کسی نے اس کی تردید نہ کی۔ (ایڈیٹر)

(۲)

نبوت کے متعلق حضرت کا ارشاد

ایک دفعہ حضور علیہ السلام بیمار ہوئے میں بھی حضور کی عیادت کے لئے گیا۔ حضور ایک لوہے کی چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ چارپائی کے دوسری طرف بیٹھے تھے۔ میں جب اندر داخل ہوا تو ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ میرے بعد میاں چراغ الدین صاحب مرحوم لاہوری تشریف لے آئے۔ وہ میرے پیچھے ایک کرسی پر بیٹھ گئے پھر مولوی محمد حسن صاحب امروہوی تشریف لائے تو ان کے لئے اندر سے ایک چھوٹی سی چارپائی لائی گئی وہ اسپر بیٹھ گئے۔ ان کے پاس ایک کتاب تھی انھوں نے اس کتاب کو کھول کر کہا کہ یہ کتاب حسن اسوہ ہے۔ اور اس میں سے ایک جگہ سے یہ پڑھا نبوت تشریعی منع ہے مطلق نبوت منع نہیں۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ متغیر ہو گیا حضور نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ کہنا کہ مطلق نبوت جاری ہے کفر ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت بھی رسول کریم کی ہو گی۔ اور برکت بھی رسول کریم کی ہو گی۔ نہ کوئی اپنی شریعت لا سکتا ہے اور نہ کوئی اپنی برکت سے نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے بلکہ سب کچھ رسول کریم کے طفیل ہو سکتا ہے

(۳)

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

ایک دفعہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب مسجد مبارک میں داخل ہوئے اور دونوں ایک مضمون کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ بحث یہ تھی کہ مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک مضمون سلسلہ کے مخالفوں کے متعلق لکھا تھا مولوی محمد احسن صاحب کہتے تھے کہ آپ نے یہ مضمون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت سخت لکھا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب فرماتے تھے کہ میں نے تو کہا تھا کہ مجھ سے مضمون مت لکھواؤ۔ میں سخت لکھوں گا۔ یہ گفتگو بڑھتے بڑھتے تیز ہو گئی۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

اسپر وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ تب حضور دونوں کو نصیحت فرمانے لگے۔ جس میں اختلاف سے اپنی نفرت کا اظہار فرمایا۔

(۴)

شہید مرحوم حضرت مسیح موعود کی مجلس میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضرت شہید مرحوم کو بڑی محبت تھی۔ ان کا رنگ عاشقانہ رنگ تھا۔ اور وہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس مبارک میں بیٹھتے تھے تو ان کی حالت اور کی اور ہو جاتی تھی۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اس رنگ میں کسی نے نہیں دیکھا۔ چنانچہ آپ کا ایک شعر بھی اس کی تصدیق کرتا ہے جو حسب ذیل ہے ؎

عطر نورے وہم اعظم سرمۂ چشمہ کرم
بحقے تیغے روئے خوباں شکر شاہ ارم

آپ جب حضور کی مجلس میں بیٹھتے تو حضور کے پاؤں بھی دبایا کرتے تھے چنانچہ بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ ان کی ایک بات مجھے یاد ہے۔ کہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ لوگ قرآن کریم کی ان آیات کو متشابہات میں سے سمجھتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں آئی ہیں۔ مگر میرے لئے اس قسم کی آیات متشابہ ہیں جیسے رب العلمین میں عالم کو مانتا ہوں اسلئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ورنہ میں اسے دیکھتا نہیں۔ اسپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسکرائے اور فرمانے لگے:۔

وجودی اسی مقام سے پھسل گئے ہیں کیونکہ جب وہ فانی ہو کر عالم کو نہیں دیکھ سکتے تو انکار کر دیتے ہیں۔

(۵)

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار

بزرگ صاحب نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا کہ بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ ادراک کنہ باریتعالیٰ محال ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ممکن ہے۔ ان میں سے کون فریق حق پر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

ادراک کنہ باریتعالیٰ کے یہ معنی ہیں کہ یہ معلوم کیا جائے کہ خدا تعالیٰ کیا چیز ہے اور یہ ناممکن ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کہا تھا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔ تو فرعون نے سوال کیا وما رب العالمین۔ خدا کیا چیز ہے۔ اسپر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رب السموٰت والارض وما بینھما ان کنتم موقنین یعنی آسمانوں اور زمین کا اور سب کا وہ رب ہے بشرطیکہ تم یقین کرو۔ تو فرعون نے کہا کہ الا تستمعون یعنی اے لوگو تم سنتے ہو۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ رب العالمین کیا چیز ہے پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا ربکم ورب آبائکم الاولین یعنی تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا بھی وہی رب ہے اسپر فرعون کہنے لگا ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون کہ یہ رسول یقیناً مجنون ہے۔ کیونکہ میں ذات باریتعالیٰ کی کنہ پوچھتا ہوں اور وہ افعال باریتعالیٰ بیان کرتا ہے۔ یہ بیان کر کے حضور نے فرمایا:۔

کنہ معلوم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کا احاطہ کیا جائے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام افعال باریتعالیٰ سے جواب کیوں دیتے

دلیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار

میں نے دیدار باریتعالیٰ کے متعلق ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ سے بھی سوال کیا تھا۔ میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس جواب کو بھی بیان کر دوں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے فرمایا تھا کہ رویت (دیدار) الگ چیز ہے۔ اور ادراک الگ چیز ہے اور دلیل میں یہ آیت فرمائی فلما تراء الجمعٰن قال اصحٰب موسیٰ انا لمدرکون۔ قال کلا ان معی ربی سیھدین

فرمایا:۔ دیکھو اس آیت شریف میں دو باتیں ہیں ایک رویت اور دوسرا ادراک۔ دیدار تو تراء کے لفظ سے ثابت ہے۔ لیکن ادراک ثابت نہیں ہوتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کلا نہیں ہم مدرک نہیں۔ یہاں کلا سے دیدار کی نفی مراد نہیں تھی اس سے معلوم ہوا ادراک اور ہے اور دیدار اور دیدار کے معنی ہیں دیکھنا۔ اور ادراک کے معنی ہیں احاطہ کرنا۔ اگر دونوں کے ایک ہی معنی ہوتے۔ تو موسیٰ علیہ السلام لفظ کلا کہہ کر انکار کیوں کرتے۔

(۶)

بزرگ صاحب کا ذوق

بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا تھا تو میرے منہ سے بے اختیار نکلتا تھا اللھم صل علی محمد اور مجھے اس بات کا خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ آپ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور آدمی ہیں

(۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کے متعلق بزرگ صاحب کا ایک عرفانی واقعہ

کرم الدین کا مقدمہ جب بہت لمبا ہو گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور میں ہی مقیم ہو گئے تھے مقدمے کے آخری ایام میں میں بھی گورداسپور چلا گیا تھا۔ ان دنوں میں کچھ بیمار تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت حاصل ہوئی۔ تو آپ نے بہت محبت سے میرا حال دریافت فرمایا۔ اور فرمایا:۔ **تم بیمار معلوم ہوتے ہو** حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بھی فرمایا کہ چہرے کا رنگ متغیر ہے۔ حضور کی عادت تھی کہ اگر کوئی چھوٹا آدمی بھی ملنے کے لئے آتا تھا تو یوں اسکا حال دریافت فرماتے تھے جیسے کسی بڑے آدمی کا حال دریافت کیا جاتا ہے پرسان حال کیوقت آپ کا لہجہ نہایت شیریں ہوا کرتا تھا۔ الغرض میں بھی وہیں مقیم ہو گیا۔

ایک دن بذریعہ ڈاک ایک جرمنی عورت نے حضور کو حلوہ بھیجا۔ اور ساتھ ہی ایک خط لکھا کہ آپ سچے مسیح ہیں اور آپ وہی مسیح ہیں جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔

حلوہ بہت ہی مقوی چیزوں سے بنا ہوا تھا۔ حضور کی عادت تھی کہ جب آپکے پاس کوئی چیز آتی تھی تو اسکو اپنے دوستوں میں بھی تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اور اس میں ہر چھوٹے بڑے کا خیال رکھا کرتے تھے اگرچہ اسوقت میں وہاں موجود نہ تھا۔ مگر حضور نے میرے لئے اس حلوے میں سے عام تقسیم سے دگنا حصہ رکھوایا۔ جب میں نے اس حلوے کو کھایا تو میری بیماری اس حلوے سے دور ہو گئی۔

(۸)

مقدمہ کے متعلق ایک اور بات

مقدمہ کرم دین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر لوگوں کو فرمایا کرتے تھے کہ یہ مقدمہ ہمارے حق میں ہو گیا۔ یہ مقدمہ دو سال تک لمبا ہو گیا۔ اور اس کی طوالت کی وجہ سے طبیعتیں تنگ ہو رہی تھیں۔ کہ کب فیصلہ ہو۔ ایک دن کشفی حالت میں میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ انا لننصر رسلنا۔ میں نے اس کشفی حالت میں ہی کہا کہ مدد کب دیجائے گی۔ تو جواب میں یہ الفاظ جاری ہوئے۔ الیوم ننصر رسلنا میں نے حضرت اقدس کو اس کشف کی اطلاع دیدی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کی بات ہے کہ اسی دن اس مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا۔ جو ہمارے حق میں تھا۔

درخواست دعاء

مسٹر عبدالمجید صاحب عاجز پسر بابو عبدالحمید صاحب شملوی کی مورخہ [illegible] کی شام کو دائیں ہاتھ کی کلائی ٹوٹ گئی ہے احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

55

روایات

از حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

(۱)

داتا خدا ہے

ایک دفعہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سیر سے واپس آرہے تھے۔ جب حضور احمدیہ چوک میں پہونچے۔ تو ایک سائل نے سوال کیا۔ تو داتا ہے مجھے کچھ دے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

داتا خدا ہے

اس نے کہا کہ ہاں مگر تو بھی مجھے کچھ دے۔ اسپر حضور علیہ السلام نے اسکو ایک روپیہ عطا فرمایا۔

(۲)

جس میں نیکی ہے وہ مجھپر ایمان لائیگا

ایک دفعہ ہم کچھ خدام مسجد مبارک میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر تھے۔ کسی خادم نے سوال کیا کہ حضور غیر احمدی کہتے ہیں کہ جب امام مہدی آئے گا تو اس کو سب لوگ مان لینگے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

یہ کسطرح ہو سکتا ہے جبکہ ہر ایک چیز کا پھوک (فضلہ) ہے۔ ضرور ہے کہ آدمیوں میں بھی جن میں کچھ نہ کچھ ایمان اور نیکی کا رس ہے وہ مجھے ضرور مانے گا۔ لیکن جو بمنزلہ پھوک کے ہے وہ ہدایت سے محروم رہیگا

(۳)

انما الاعمال بالنیات

ایک دفعہ مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے سوال کیا کہ شادیوں پر جو تنبول (نیوتہ) ڈالا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا

اس میں کیا حرج ہے ایک قسم کی اپنے بھائی کی امداد ہے۔

اسپر اس شخص نے یا کسی دوسرے دوست نے عرض کیا کہ حضور دینے والے کا قصد مدد کرنے کا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اس سے دوگنا وصول کرنے کی خواہش سے دیتا ہے۔ اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا

نہیں یہ تو کمینہ خیالات ہیں۔ بعض ایسے بھی شرفاء ہیں کہ دیکر پھر ذکر تک بھی نہیں کرتے۔ پس یاد رکھو کہ انما الاعمال بالنیات۔ عملوں کا مدار نیات پر ہے اس میں اصل بات اباحت ہے۔

(۴)

حضرت اقدس تیز رفتار تھے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر میں اتنی سرعت سے قدم اٹھاتے تھے کہ خدام میں سے کم تھے جو آپ کے ساتھ چل سکتے تھے۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضور علیہ السلام کے قدموں میں زمین لپٹی جا رہی ہے۔ چنانچہ ایکدفعہ حضور علیہ السلام مع اپنے خدام کے جن میں خاکسار اور حضرت مولوی صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ گاؤں بسرا ئے کی طرف تشریف لے گئے۔ کچھ دور جا کر حضرت مولوی صاحب پیچھے رہ گئے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور مولوی صاحب پیچھے رہ گئے ہیں۔ اسپر حضور علیہ السلام واپس لوٹے تاکہ مولوی صاحب کو ساتھ ملا لیں۔ اور ہم سب خدام بھی حضور کے ساتھ واپس ہوئے جونہی حضرت مولوی صاحب نے دیکھا۔ تو جلدی جلدی لمبے لمبے قدم اٹھا کر حضور کے ساتھ آملے۔ چند منٹ حضور کے ساتھ چلنے کے بعد حضرت مولوی صاحب پھر پیچھے رہ گئے۔ پھر میرے عرض کرنے پر حضور نے پہلی دفعہ کی طرح آپ کو ساتھ ملا لیا۔ غرض اسی طرح دو تین مرتبہ ہوا۔ اس سیر میں قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل بھی تھے وہ تھوڑی دور چل کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور جب ہم واپس آئے تو پھر وہ بھی ہمارے ساتھ واپس ہوئے۔

(۵)

حضور کی سیر کا منظر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جب خدام سیر میں شامل ہوتے تو اسطرح پر حضرت کے قرب ہونے کے لئے ایک دوسرے پر گرتے جس طرح شمع پر پروانے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ حضور علیہ السلام کا عصاء مبارک لوگوں کے پاؤں میں آکر گر پڑتا۔ اور دوسرا خادم جلدی سے وہ سونٹا اٹھا کر حضور علیہ السلام کو دے دیتا۔ لیکن حضور علیہ السلام آنکھ نیچے ہی رکھتے ہوئے اسکو پکڑ لیتے اور کسی کی طرف نہ دیکھتے۔ تاکہ وہ شخص شرمسار نہ ہو۔ خاکسار عام طور پر حضور کے آگے ہوتا تھا تاکہ توجہ سے حضور علیہ السلام کے ارشادات سے مستفید ہوتا رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ جو عصا مبارک اگلی طرف گرا تو میں نے جلدی سے اٹھا کر حضور کو دے دیا تو حضور نے میری طرف بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا

(۶)

آپکی مجلس میں توحید کا قائل ہو گیا

ایک دفعہ ایک شخص بنام اکبر علی جو ہمہ اوستی تھا آیا۔ جہاں وہ بیٹھتا تھا یہی ذکر کرتا تھا کہ میں بھی خدا ہوں۔ تم بھی خدا ہو۔ ہر شخص خدا ہے۔ ہر چند ہمارے علماء کرام اور بزرگان نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وحدت وجودی نہیں بلکہ وحدت شہودی ہے۔ اور ہم میں سے بعض نے تصوف کی اعلیٰ منازل بھی بتلا کر سمجھایا۔ مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا آخر اس جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جب تقریر اس نے سنی تو اس نے اسیوقت اپنے عقیدہ سے توبہ کر لی۔ لیکن ابھی بیعت کرنے کے لئے اس کے دل میں تردد تھا۔ اتفاق سے اس کے دوسرے یا تیسرے روز حضور علیہ السلام کی سیر میں وہ بھی شامل تھا۔ واپسی پر جب حضور گھر تشریف لے گئے۔ تو اس نے کہا کہ میں اب صاف ہو گیا ہوں اور اس سیر میں جو حضور نے گفتگو فرمائی ہے۔ اس سے میرے تمام شکوک و شبہات زائل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس نے اسی دن یا دوسرے دن بیعت کر لی اور واپس چلا گیا۔

(۷)

سادگی

حضور علیہ السلام میں اتنی سادگی تھی۔ کہ ایکدفعہ مسجد مبارک میں چند خدام سے گفتگو کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ خاکسار بھی اسی مجلس میں تھا۔ اور حضور علیہ السلام نے مہندی لگائی ہوئی تھی۔ اسی حالت میں حضور باہر تشریف لے آئے اور گفتگو فرماتے رہے

(۸)

حضور کا اپنے بچوں سے سلوک

صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب مرحوم سے حضور علیہ السلام کو بہت محبت تھی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں اپنے خدام کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے۔ کہ صاحبزادہ صاحب مرحوم آئے اور ادھر ادھر جیبوں میں ہاتھ ڈالنے لگے۔ تو حضور علیہ السلام کی چابیاں ان کو مل گئیں۔ حضرت اقدس نے مسکرا کر فرمایا ان چابیوں کو کیا کرو گے؟ مگر انھوں نے کہا کہ میں چابیاں لوں گا۔ میں نہیں دیتا۔ چنانچہ وہ چابیاں لے کر اندر چلے گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۹)

آپکی سادگی کی ایک اور مثال

ایک دفعہ خاکسار نے کسی غرض کے لئے آپکے کے دروازہ پر دستک دی۔ تو حضور علیہ السلام فوراً میری آواز پہچان کر باہر تشریف لے آئے اور مسکرا کر فرمایا کیا ہے؟ میں نے جو کچھ عرض کرنا تھا کیا اور حضور علیہ السلام اس کا جواب دینے کے بعد اندر تشریف لے گئے۔ اسوقت حضور علیہ السلام سر برہنہ تھے۔

(۱۰)

ایسا ہی ایک دفعہ آپ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو آپکے کوٹ مبارک کا بٹن صدری کے کاج میں تھا۔ ایک دفعہ دیکھا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا تھا۔ اسیطرح پر حضور علیہ السلام ایک دفعہ باہر تشریف لائے۔ تو دستار مبارک کے پیچوں میں سے بائیں طرف کچھ بال نکلے ہوئے تھے۔

(۱۱)

حضور کے وصال سے قبل

حضور علیہ السلام کی صحت آخری دم تک اچھی رہی اتوار کی شام کو حضور علیہ السلام نے مجھے رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔ لقا پور یہاں سے کتنی دور ہے یہ اسلئے فرمایا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ میں صبح کو جاؤں گا۔ اور پھر ہفتہ کی شام کو حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ کیونکہ دوسرے اتوار کو پیغام صلح سنایا جانا تھا۔ اسوقت میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر کسی قسم کا ضعف نہیں تھا۔ اور پھر تیسرے روز یعنی منگل کے دن سُنا کہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

(۱۲)

حضور کا اپنے خدام سے سلوک

حضور علیہ السلام کا اپنے اکثر خدام کے ساتھ یہ دستور تھا کہ بعض کے متعلق حضور فرماتے **کتنے دن ٹھیرو گے** اور جب بعض جانے لگتے تو ان سے یوں بھی فرماتے کہ **چند دن اور ٹھیرو**۔ چنانچہ ایک دفعہ میں حاضر خدمت ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ **مولوی صاحب کتنے دن رہو گے؟** میں نے یہ ارادہ کر کے کہ جتنے دن اس دفعہ حضور فرمائینگے اتنے دن رہوں گا۔ کہا جتنے دن حضور فرمائیں چنانچہ آپ نے مجھ سے فرمایا **چار پانچ دن ٹھیرو** چنانچہ میں ٹھیرا اور پھر رخصت ہوا۔

(۱۳)

مولانا لقاپوری پر نظر شفقت

ایک دفعہ مسجد مبارک میں بہت سے خدام حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ میں بھی حاضر ہوا۔ تو حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے میری طرف اشارہ کر کے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور یہ مولوی محمد ابراہیم صاحب لقاپوری ہیں۔ حضور علیہ السلام نے میری طرف نظر شفقت فرما کر تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ان کو تو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ تو بہت دفعہ آتے جاتے رہتے ہیں۔

(۱۴)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کرتے ہوئے ریتی چھلہ میں آ کر ایک درخت کے نیچے جو غالباً بڑ کا تھا۔ ٹھیر گئے۔ اور خدام کے ساتھ کچھ مسائل کے متعلق سلسلہ شروع ہوا۔ اور لوگ مصافحہ کرنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوا یہ الفاظ بار بار کہہ رہا ہے **الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔** اور حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا ہے۔ حضور بھی اس کی آواز سن کر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے۔ غالباً اتنی تکرار سے اس نے ان کلمات کو دھرایا کہ حضور علیہ السلام کے کانوں تک یہ الفاظ پہنچ گئے۔ اور ارد گرد کے لوگوں نے بھی اسکو سُنا۔ اور حضور علیہ السلام نے تین چار دفعہ اس کے منہ کی طرف دیکھا۔ حضور کے چہرہ مبارک پر ان کلمات کے سننے سے ایک قسم کی بشاشت تھی۔

(۱۵)

مسئلہ نبوت اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی طرح اپنے خدام کے ساتھ باہر سیر کے لئے تشریف لائے تو غبار کی وجہ سے حضور کھڑے ہو گئے۔ اسپر غلام نبی صاحب سیٹھی مرحوم نے کہا کہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ کیوں نہیں آہستہ آہستہ حضور کے پیچھے پیچھے چلتے تاکہ حضور سیر کے لئے دور تک تشریف لے جا سکیں اسپر اسوقت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے کہا کہ "لوگ بھی کیا کریں تیرہ سو سال بعد آج پھر نبی اللہ کا منہ دیکھا ہے" خاکسار عرض کرتا ہے کہ ان دنوں ہم سب کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام واقعی نبی ہیں اور رسول اللہ ہیں۔ اور ڈاکٹر بشارت احمد کیا صوفی منش ہونے کی وجہ سے ہم سے بھی چار قدم آگے تھے۔

(۱۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ہیں

حضور کی نبوت کے متعلق ہمیں اس قدر یقین تھا کہ کئی دفعہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عالم کشف میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دیکھا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک بالاخانہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات طے فرما رہے ہیں۔ میرے ہاتھوں میں قرآن شریف ہے میں نے جو حرف پوچھنا ہے وہ جگہ نکال کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی کہ حضور اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے شہادت کی انگلی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا **ان سے دریافت کرو** میں نے اس آیت کا مطلب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا۔ اور آپ نے اسکا جواب فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی مخالفت کا ایک نظارہ

(از سید عزیز الرحمان صاحب بریلوی مہاجر قادیان)

بریلی میں ہمپر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ اس فتوے کی وجہ سے وہ آگ برستی کہ خدا کی پناہ۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے تو یہاں تک کہدیا کہ جو شخص احمدی سے ایک بار بات کرے گا اس کا جرم اتنا بڑا ہو گا کہ گویا اس نے **اپنی ماں سے ستر ہزار مرتبہ زنا کیا۔**

ہمارا پانی بند کیا گیا

چند احمدی بریلی میں تھے اس حالت کو دیکھ کر کچھ تو ان دنوں مرتد ہو گئے۔ میر چھمن صاحب اور میر مہدی حسین صاحب بریلی سے دہلی چلے گئے۔ صوفی تصور حسین صاحب قادیان تشریف لے گئے۔ میں اکیلا وہاں رہ گیا۔ ہمارے گھر میں اینٹیں برسنے لگیں۔ ہم نے اس حالت کو دیکھ کر والیسرائے کو تاریں دیں۔ کہ ہم بڑی تکلیف میں ہیں۔ ہمارا پانی تک بند ہے۔ کلکٹر صاحب تحقیقات کے لئے آئے۔ اسوقت کوتوال شہر شبیر حسن خان تھے جو نواب رامپور کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ کوتوال صاحب نے سقوں کو بلایا اور کلکٹر صاحب کے سامنے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا کہ یہ ہمارے امام حسین علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں اس لئے ہم ان کا پانی نہیں بھرتے۔ شبیر حسن خان نے کلکٹر صاحب سے کہا کہ آپ تشریف لے جائیں میں سب انتظام کر دوں گا۔ اُدھر شہر کے بدمعاشوں کو بلا کر علیحدگی میں کہا کہ اگر تم اس ایک آدمی کو قتل کر ڈالو۔ تو نہ کوئی گواہ ہو گا نہ شاہد۔ تمہارا کوئی کیا کرے گا۔ تم لوگ عورتیں بن کر گھروں میں بیٹھے ہوئے ہو۔ الغرض اس نے بدمعاشوں کو خوب بھڑکایا ——— مگر

خدا کی قدرت کا ہاتھ دیکھو

کوتوالی شہر کے چوک میں تھی۔ گرمی کے دن تھے وہ اپنے مکان کی تیسری منزل پر سو رہا تھا کہ اس واقعہ کے چوتھے یا پانچویں دن خود قتل ہو گیا اور ساتھ ہی اسکا ایک آٹھ برس کا لڑکا قتل ہو گیا۔

چند روز کے بعد قاتل پکڑا گیا۔ وہ پولیس کا ایک سپاہی تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے بچے کو کیوں قتل کیا؟ تو اس نے کہا کہ وہ جاگ پڑا تھا اور اس نے مجھے پہچان لیا تھا۔

اس کی موت پر ہم نے خوب زور شور سے اعلان کیا کہ یہ

خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان

ظاہر ہوا ہے۔ وہ شخص جو ہم کو اس لئے قتل کرانے کی فکر میں تھا کہ ہم نے اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں مانا۔ خدا تعالیٰ نے اسے اسی کے ایک سپاہی کے ہاتھوں قتل کرا دیا۔

اس نے چاہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ادنیٰ خادم کو مٹا دے اور اس طریق سے احمدیت کے بیج کو فنا کر دے۔ مگر خدا نے اسکو مٹا دیا اور احمدیت کے بیج کو بار آور کیا کہ وہ پھلا اور پھولا اور خدا کے فضل سے اب وہاں خاصی جماعت ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

56

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

سلسلہ کیلئے دیکھئے اخبار الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء

غرض انسانی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتی ہے۔ دیکھو انگریزوں کی نئی ایجادات سوئی چاقو وغیرہ تک کی کس قدر عزت کی جاتی ہے۔ اور دیسی اشیاء کے مقابلہ میں انکو کس قدر پسند کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان میں بعض اشیا نہیں بلکہ اکثر ملمع کی ہوئی ہوتی ہیں۔ مگر ظاہری چمک دمک ایسی ہوتی ہے کہ آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔ اس کی روشنی ایک کشش کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔

تم نہیں دیکھتے کہ یہ جھوٹے زیور جو ملمع کئے ہوئے بکتے ہیں ان کی تجارت کیسی سرعت کیساتھ بڑھ رہی ہے۔ اصلی اشیاء کے مقابلہ میں انکو رکھ کر دیکھو گے تو معلوم ہوگا۔ کہ اصلی نقلی معلوم ہوتا ہے۔ اور نقلی اصلی۔ ان اشیاء کی ظاہری چمک دمک میں ایک روشنی ہے۔ جو ہمارے دیسی صناع انکو دکھا نہیں سکتے۔ اسلئے کہ باوجود یکہ لوگ صاف جانتے ہیں کہ یہ اشیاء ملمع شدہ ہیں لیکن اس دجل کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔ ہر ایک چیز ان کی دیکھو۔ دیسی کپڑے۔ دیسی جوتے جنٹلمین۔ تعلیمیافتہ ان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ کیوں؟ صرف اسلئے کہ انگریزی اشیاء میں ایک خاص قسم کی نفاست اور عمدگی ہوتی ہے یہ لوگ چمڑے کو ایسا کماتے ہیں۔ کہ اس میں نرمی اور چمک پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ کیا ہر ایک ادنیٰ سی چیز کو دیکھو۔ ایک تانگے ہی کو دیکھو کیسا خوبصورت ہوتا ہے۔ غرض ہر ایک دیسی چیز کو بالمقابل نکما کر دیا ہے۔ بلکہ یہاں تو سنا ہے کہ بعض دیسی رئیس دیسی چیزوں سے یہاں تک متنفر ہیں۔ کہ ان کے کپڑے بھی پیرس سے دھل کر آتے ہیں۔ اور پینے کا پانی بھی ولایت سے منگواتے ہیں۔

اس خریداری کا سر کیا ہے۔ انھوں نے ظاہری خوبصورتی اور چمک اور خوشنمائی رکھدی ہے۔ اس لئے لوگ ادھر جھک گئے ہیں۔ جب یہ حالت ہے کہ دیانتدار اور بھی ہیں۔ اور کفار کا گروہ بھی ہے۔ لیکن کفار کی طرف رجوع ان کی نفاست اور چمک کی وجہ سے ہے۔ یہی حال اخلاق اور اعمال کا ہے۔ پس جب تک ان کی چمک دمک یہاں تک نہ پہنچائی جائے۔ نوع انسان پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ جو لوگ خود کمزور ہوتے ہیں۔ وہ دوسرے کمزوروں کو جذب نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر**

قسم ہے اس زمانہ کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی۔ آجکل ہمارے زمانہ کے کوتاہ اندیش مخالف یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں مخلوق کی قسمیں کیوں کھائی گئی ہیں۔ حالانکہ دوسروں کو منع کیا ہے۔ اور کہیں انجیر کی قسم ہے۔ کہیں دن اور رات کی کہیں زمین کی اور کہیں نفس کی؟ اس قسم کے اعتراضوں کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام سنت اور عادت الٰہی ہے۔ کہ وہ بعض بعض نظری امور کے اثبات و احقاق کے لئے کسی ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے۔ جو اپنے خواص کا عام طور پر بیّن اور کھلا کھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں پس ان کی قسم کھانا ان کو بطور دلیل اور نظیر کے پیش کرنا ہوتا ہے۔ ہم اس اعتراض کا واضح جواب دینے سے پیشتر ایک ضروری امر اور بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک مسلمان کو یاد رہے کہ

ہم بلحاظ گورنمنٹ کے ہندوستان کو دارالحرب نہیں کہتے۔ اور یہی ہمارا مذہب ہے

اگرچہ اس مسئلہ میں علمائے مخالفین نے ہم سے سخت اختلاف کیا ہے۔ اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ہم کو تکلیف دینے کا انھوں نے باقی نہیں رکھا۔ مگر ہم ان عارضی تکالیف اور آنی ضرر رسانیوں کے خوف سے حق کیوں کر چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حکومت کے لحاظ سے ہندوستان ہرگز ہرگز دارالحرب نہیں ہے۔

ہمارا مقدمہ ہی دیکھ لو۔ اگر یہی مقدمہ سکھوں کے عہد حکومت میں ہوتا۔ دوسری طرف ان کا کوئی گرو۔ یا پروہت ہوتا تو بدوں کسی قسم کی تحقیق و تفتیش کے ہمکو پھانسی دیدینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ مگر انگریزوں کی سلطنت اور عہد حکومت ہی کی یہ خوبی ہے کہ مقابل میں ایک ڈاکٹر اور پھر مشنری پادری ہے لیکن تحقیقات اور عدالت کی کارروائی میں کوئی سختی کا برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ کیپٹن ڈگلس نے اس بات کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ کہ پادری صاحب کی ذاتی وجاہت یا ان کے اپنے عہدہ اور درجہ کا لحاظ کیا جاوے۔ چنانچہ انھوں نے لیمارچنڈ صاحب سے جو پولیس گورداسپور کے اعلیٰ افسر ہیں یہی کہا۔ کہ ہمارا دل تسلی نہیں پکڑتا پھر عبدالحمید سے دریافت کیا جاوے۔ آخر کار انصاف کی رو سے ہم کو انہوں نے بری ٹھیرایا۔ پھر یہ لوگ ہم کو ارکان مذہب کی بجاآوری سے نہیں روکتے بلکہ بہت سے برکات اپنے ساتھ لے کر آئے جنکی وجہ سے ہم کو اپنے مذہب کی اشاعت کا خاطر خواہ موقع ملا۔ اور اس قسم کا امن اور آرام نصیب ہوا کہ پہلی حکومتوں میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔

پھر یہ صریح ظلم اور اسلامی تعلیم اور اخلاق سے بعید ہے کہ ہم ان کے شکر گذار نہ ہوں۔

یاد رکھو انسان جو اپنے جیسے انسان کی نیکیوں کا شکر گزار نہیں ہو سکتا وہ خدا تعالیٰ کا شکر گذار نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ وہ اسے دیکھتا ہے تو غیب الغیب ہستی کے انعامات کا شکر گزار کیونکر ہوگا۔ جس کو وہ دیکھتا بھی نہیں

اسلئے محض حکومت کے لحاظ سے ہم اس کو دارالحرب نہیں کہتے۔ ہاں ہمارے نزدیک ہندوستان دارالحرب ہے بلحاظ قلم کے۔

پادری لوگوں نے اسلام کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کی ہوئی ہے۔ اس میدان جنگ میں وہ نیزہ ہائے قلم لے کر نکلے ہیں نہ سنان و تفنگ لے کر۔ اسلیئے اس میدان میں ہم کو ہتھیار لے کر نکلنا چاہیئے۔ وہ قلم اور صرف قلم ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس جنگ میں شریک ہو جاوے۔ اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دل آزار حملے کئے جاتے ہیں کہ ہمارا تو جگر پھٹ جاتا اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ کیا امہات المومنین یا دربار مصطفائی کے اسرار جیسی گندی کتاب دیکھ کر ہم آرام کر سکتے ہیں۔ جس کا نام ہی اس طرز پر رکھا گیا ہے۔ جیسے ناپاک ناولوں کے نام ہوتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ دربار لندن کے اسرار جیسی کتابیں تو گورنمنٹ کے اپنے علم میں بھی اس قابل ہوں کہ ان کی اشاعت بند کی جائے۔ مگر آٹھ کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری کرنیوالی کتاب کو نہ روکا جائے۔ ہم خود گورنمنٹ سے اس قسم کی درخواست کرنا ہرگز ہرگز نہیں چاہتے۔ بلکہ اس کو بہت ہی نامناسب خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اپنے میموریل کے ذریعہ واضح کر دیا۔ لیکن یہ بات ہم نے محض اس بنا پر کہی ہے کہ بجائے خود گورنمنٹ کا اپنا فرض ہے کہ وہ ایسی تحریروں کا خیال رکھے۔ بہرحال گورنمنٹ نے تمام آزادی دے رکھی ہے۔ کہ اگر عیسائی ایک کتاب اسلام پر اعتراض کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں۔ تو مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ اس کا جواب لکھنے اور عیسائی مذہب کی تردید میں کتابیں لکھنے کا اختیار ہے میں حلفاً کہتا ہوں کہ جب کوئی ایسی کتاب نظر پڑتی ہے تو دنیا ومافیہا ایک مکھی کی برابر نظر نہیں آتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ جس کو وقت پر جوش نہیں آتا کیا وہ مسلمان ٹھیر سکتا ہے۔ کسی کے باپ کو برا بھلا کہا جاتے۔ تو وہ مرنے مارنے کو تیار ہو جاتا ہے لیکن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیجاتیں۔ تو ان کی رگ حمیت میں جنبش بھی نہ آئے اور پروا بھی نہ کرے۔ یہ کیا ایمان ہے؟ پھر کس منہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرکر خدا کے پاس جائیں گے۔ اگر مسلمانوں کا نمونہ دیکھنا چاہو تو صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھو۔ جنھوں نے اپنے جان و مال کے کسی قسم کے نقصان کی پرواہ نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی رضا کو مقدم کرلیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جانا ہی ایک فعل تھا۔ جو سارا قرآن شریف اُن کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اور رضی اللہ عنہم کا تمغہ اُن کو مل گیا۔ پس جب تک تم اپنے اندر وہ امتیاز وہ جوش اور حمیت اسلام کے لئے محسوس نہ کرلو ہرگز اپنے آپ کو کامل نہ سمجھ لو۔

ہماری جماعت یاد رکھے کہ ہم ہندوستان کو بلحاظ حکومت ہرگز ہرگز دار الحرب قرار نہیں دیتے۔ بلکہ اس امن اور برکات کی وجہ سے جو اس حکومت میں ہمکو ملی ہیں۔ اور اس آزادی کو جو اپنے مذہب کے ارکان کی بجاآوری اور اسکی اشاعت کیلئے گورنمنٹ نے ہم کو دے رکھی ہے۔ ہمارا دل عطر کے شیشہ کی طرح وفاداری اور شکر گذاری کے جوش سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن پادریوں کیوجہ سے ہم اس کو دار الحرب قرار دیتے ہیں۔ پادریوں نے چھ کروڑ کے قریب کتابیں اسلام کے خلاف شائع کی ہیں۔ میرے نزدیک وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ جو ان کے حملوں کو دیکھیں اور سنیں اور اپنے ہی ہم و غم میں مبتلا رہیں۔ اسوقت جو کچھ کسی سے ممکن ہو۔ وہ اسلام کی تائید کے لیے کرے اور اس قلمی جنگ میں اپنی وفاداری دکھلائے جبکہ خود عادل گورنمنٹ نے ہم کو منع نہیں کیا۔ کہ ہم اپنے مذہب کی تائید اور غیر قوموں کے اعتراضوں کی تردید میں کتابیں شائع کریں۔ بلکہ پریس ڈاک خانہ اور اشاعت کے دوسرے ذریعوں سے مدد دی ہے۔ تو ایسے وقت میں خاموش رہنا سخت گناہ ہے۔ ہاں ضرورت ہے اس امر کی جو بات پیش کی جاوے وہ معقول ہو۔ اس کی غرض دل آزاری نہ ہو۔ جو اسلام کے لئے سینہ بریاں اور چشم گریاں نہیں رکھتا۔ وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ ایسے انسان کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔ اسکو سوچنا چاہیئے کہ جس قدر خیالات اپنی کامیابی کے آتے ہیں اور جتنی تدابیر اپنی دنیوی اغراض کے لئے کرتا ہے اسی سوزش اور جلن اور درد دل کے ساتھ یہ کبھی خیال بھی آیا ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے ہو رہے ہیں۔ میں ان کے اندفاع کی بھی سعی کروں۔ اور اگر کچھ اور نہیں ہو سکتا تو کم از کم پرسوز دل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کروں۔ اگر اس قسم کی جلن اور درد دل میں ہو تو ممکن نہیں کہ سچی محبت کے آثار ظاہر نہ ہو۔ اگر ٹوٹی ہانڈی بھی خریدی جائے تو اسپر بھی رنج ہوتا ہے یہاں تک کہ ایک سوئی کے گم ہو جانے پر بھی افسوس ہے پھر یہ کیسا ایمان اور اسلام ہے کہ اس خوفناک زمانہ میں

کہ اسلام پر حملوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ امن اور آرام کے ساتھ خواب راحت میں سو رہے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہفتہ وار اور ماہواری اخباروں اور رسالوں کے علاوہ ہر روز وہ کس قدر دو ورقہ اشتہار اور چھوٹے چھوٹے رسالے تقسیم کرتے ہیں۔ جن کی تعداد پچاس پچاس ہزار اور بعض وقت لاکھوں تک ہوتی ہے۔ اور کئی کئی مرتبہ اُن کو شائع کرنے میں کروڑ ہا روپیہ پانی کی طرح بہادیا جاتا ہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ پادریوں کے ذہن اور تصور میں ہندو کچھ چیز نہیں ہیں اور نہ دوسرے مذاہب وغیرہ کی اُن کو چنداں پرواہ ہے۔ چنانچہ کبھی نہیں سنا ہوگا کہ جسقدر کتابیں اسلام کی تردید میں یہ شائع کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں آدھی بھی ہندو مذہب کے خلاف لکھتے ہوں۔ یہ لوگ دوسرے مذاہب سے چنداں غرض نہیں رکھتے۔ اس لیے کہ اُن میں بجائے خود کوئی حقانیت اور صداقت کی روح نہیں ہے۔ وہ علیسویت کی طرح خود مردہ مذاہب ہیں لیکن اسلام جو ایک زندہ مذہب ہے۔ جو حی قیوم خدا کی طرف سے ہے۔ اس کے خلاف یہ سر توڑ کوشش کرکے اسکو بھی مردہ ملت بنانا چاہتے ہیں چنانچہ میں نے اُن کے اعتراضوں کو ایک وقت شمار کیا تھا۔ اُن کی تعداد تین ہزار تک پہنچ چکی ہے اب تو اس میں اور بھی اضافہ ہوا ہوگا۔

یاد رکھو مفتری انسان وسوسہ میں ڈالتا ہے چونکہ اُن میں صدق۔ عفت راستبازی نہیں ہوتی۔ اسلئے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ امرتسری افغانوں کو پکا یقین ہے کہ یہ لوگ تارک الصلوٰۃ اور شراب پیتے ہیں۔ جب دوسروں کے سامنے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگ زادہ ہیں کیا جھوٹ بولینگے۔ ؟ اس وہ وسوسہ میں پڑتے ہیں۔ اور مان لیتے ہیں کہ ہاں سچ ہی ہے۔ اسیطرح یہ لوگ ریشہ دوانیاں کرتے ہیں۔ غرضکہ ایک تو پادری ہیں جو کھلے طور پر اسلام کے خلاف کتابیں لکھتے اور شائع کرتے ہیں دوسرے انگریزی طرز تعلیم اور کتابوں میں بھی پوشیدہ طور پر زہریلا مادہ رکھا ہوا ہے۔ فلسفی اپنے طرز پر اور مورخ اپنے رنگ میں واقعات کو بُری صورت میں پیش کرکے اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اسوقت دو ہی قسم کے حملے ہوتے ہیں۔ ایک پادریوں کے اور دوسرے فلسفیوں کے۔ پس اسوقت اپنے اسلام کو ٹٹولنا چاہیئے

میں پھر اصل کلام کی طرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی قسموں پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی اسی قسم کا ہے۔ بڑے غور و فکر کے بعد یہ راز ہم پر کھلا ہے کہ قرآن شریف کے جس جس مقام پر کوتاہ اندیشوں نے اعتراض کیئے ہیں۔ اسی مقام پر اعلےٰ درجہ کی صداقتوں اور معارف کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ جسپر ان کو اسوجہ سے اطلاع نہیں ملی کہ وہ حق کے ساتھ عداوت رکھتے اور قرآن شریف کو محض اسلئے پڑھتے ہیں کہ اسپر نکتہ چینی اور اعتراض کریں۔ یاد رکھو قرآن شریف کے دو حصے ہیں بلکہ تین۔ ایک تو وہ حصہ ہے جس کو ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی جو امی ہوتے ہیں سمجھ سکتے ہیں۔ اور دوسرا وہ حصہ ہے۔ جو اوسط درجے کے لوگوں پر کھلتا ہے۔ اگرچہ وہ پورے طور پر اُمی نہیں ہوتے۔ لیکن بہت بڑی استعداد علوم کی بھی نہیں رکھتے۔ اور تیسرا حصہ اُن لوگوں کے لئے ہے۔ جو اعلےٰ درجہ کے علوم سے بہرہ ور ہیں۔ اور فلاسفر کہلاتے ہیں۔ اور یہ قرآن ہی کا خاصہ ہے۔ کہ وہ تینوں قسم کے آدمیوں کو یکساں تعلیم دیتا ہے۔ ایسی ہی بات ہے جو اُمی اور اوسط درجے کے آدمی اور اعلےٰ درجہ کے فلاسفر کو تعلیم دیجاتی ہے۔ یہ قرآن شریف کا ہی فخر ہے کہ ہر شخص اپنی استعداد اور درجہ کے موافق فیض پاتا ہے

الغرض یہ جو قرآن شریف کی قسم پر اعتراض کیا جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قسم ایک ایسی شے ہے جس کو ایک شاہد کے مفقود ہونے کی بجائے دوسرا شاہد قرار دیا جاتا ہے۔ قانوناً۔ شرعاً۔ عرفاً یہ عام مسلم بات ہے کہ جب گواہ مفقود ہو اور موجود نہ ہو تو صرف قسم پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اور وہ قسم گواہی کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ کی سنت قرآن کریم میں اسیطرح پر جاری ہے کہ نظریات کو ثابت کرنے کے واسطے بدیہات کو بطور شاہد کے پیش کرتا ہے تاکہ نظری امور ثابت ہوں۔

(از الحکم ۱۰ ار جون ۱۹۰۱ء)

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن شریف میں یہ طرز اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ نظری امور کے اثبات کے لئے امور بدیہی کو بطور شواہد کے پیش کرتا ہے۔ اور پیش کرنا قسموں کے رنگ میں ہے۔ اس بات کو بھی ہرگز نہ بھولنا چاہیئے کہ اللہ جل شانہ کی قسموں کو انسانی قسموں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو انسان کو غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا تو اس کا سبب یہ ہے کہ انسان جب قسم کھاتا ہے تو اس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی ہے اُس کو ایک ایسے گواہ رویت کا قائم مقام ٹھیرا دے کہ جو اپنے ذاتی علم سے اُس کے بیان کی تصدیق یا تکذیب کرسکتا ہے۔ کیونکہ اگر سوچ کر دیکھا جاوے تو قسم کا حاصل مفہوم جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا تھا شہادت ہی ہوتا ہے۔ جب انسان معمولی شاہدوں کے پیش کرنے سے عاجز آجاتا ہے۔ تو پھر قسم کا محتاج ہوتا ہے تا اس سے وہ فائدہ اُٹھاوے۔ جو ایک شاہد رویت کی شہادت سے اُٹھانا چاہتا ہے۔ لیکن ایسا تجویز کرنا یا اعتقاد رکھنا کہ بجز خدا تعالیٰ کے کوئی اور بھی حاضر و ناظر ہے اور تصدیق یا تکذیب یا سزا دہی یا کسی اور امر پر قادر ہے صریح کلمۂ کفر ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتابوں میں انسان کو یہی ہدایت فرمائی ہے کہ غیر اللہ کی ہرگز قسم نہ کھاوے۔

اب اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا قسم کھانا کوئی اور رنگ اور شان رکھتا ہے اور غرض اس سے یہی ہے کہ تا صحیفہ قدرت کے بدیہات کو شریعت کے اسرار دقیقہ کے حل و انکشاف کے لئے بطور شاہد پیش کرے۔ اور چونکہ اس مدعا کو قسم سے ایک مناسبت تھی۔ اور وہ یہ کہ جیسا ایک قسم کھانے والا جب مثلاً خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس واقعہ پر گواہ ہے۔

(باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

57

کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُسمیں جمالِ یار کا

آج حضرت شبنم صاحب کی شاعری نثر کی قبا میں جلوہ گر ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چاند میں جمالِ یار نظر آیا کیونکہ اس میں تاریکی اور روشنی دونوں جمع ہیں۔ اور حق تعالیٰ کے عمل یعنی قدرت کی جھلک ان دونوں میں ظاہر ہے یہ دونوں ایک دوسرے کے روح ہیں۔ حضرت شبنم صاحب نے ایک کو آنکھوں کا جادو اور دوسرے کو دانتوں کی چمک نام دیا ہے۔ کیونکہ محبوب جمالی یعنی مجازی میں یہی دو صفتیں خصوصیات مندرجہ بالا کی نسبت سے جاذب توجہ ہوتی ہیں (ایڈیٹر)

اے میرے محبوب - اے میرے محبوب کیا تجھے یاد ہے کہ جب تو میرے سامنے آیا پھر میرے سامنے سے اُٹھا تھا تو میرا کیا حال ہوا۔ تیری آنکھوں کا جادو اور تیری دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے

ہاں تو کیا تجھے یاد ہے کہ اُسوقت میرا کیا حال ہوا۔ تو میرے سامنے سے ہٹ گیا تھا اور میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا تھا - تیری آنکھوں کا جادو اور تیری دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے۔ ہاں تو کیا تو جانتا ہے کہ اس کے بعد میرا کیا حال ہوا؟ کسی نے کہا اسکو مرگی ہو گئی ہے کسی نے کہا کہ نہیں اسکو سانپ سونگھ گیا ہے غرض جتنے منہ اُتنی باتیں۔ مگر اے مرے محبوب میرے سوا اور کوئی اس کی وجہ نہیں جانتا تھا۔

اے مرے محبوب کیا تجھے یاد ہے کہ پھر کیا ہوا جب کسی طرح مجھے ہوش میں لایا گیا۔ تو میں دیوانوں کی طرح ایک طرف کو چل پڑا۔ تیری مخلوق میرے پیچھے تیز تیز نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ کوئی اس کی وجہ کچھ بتاتا تھا۔ کوئی کچھ۔ لیکن اے مرے محبوب تجھے یاد ہوگا کہ اُس کی وجہ یا تو مجھے معلوم تھی یا تجھے۔

ہاں اس کے بعد میں ایک باغ میں پہنچا۔ بہار مصروف آرائش تھی۔ گلوں پر نکھار تھا۔ غنچے چٹک رہے تھے۔ نسیم اٹھکھیلیوں میں مشغول تھی۔ کسی نے میری طرف غور کر کے نہیں دیکھا

اے میرے محبوب! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں وہاں کس غرض سے گیا تھا۔ تیری آنکھوں کا جادو اور تیرے دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے ہاں تو کیا تو جانتا ہے کہ میں وہاں تیری تلاش کر رہا تھا۔

اے میرے محبوب وہاں بلبلیں چیخ و پکار میں مشغول تھیں۔ فاختوں کو فغاں کا جنوں تھا۔ نرگس کی آنکھیں محو حیرت تھیں۔ کسی نے میرے حال پر غور نہ کیا۔ کیونکہ ہر ایک اپنے حال میں مست تھا۔

اے میرے محبوب میں نے جان لیا کہ تو ان کے سامنے آکر ہٹ گیا ہے۔ میرے محبوب تیری آنکھوں کا جادو اور تیرے دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے۔

ہاں تو کیا تو جانتا ہے کہ اس کے بعد مجھ پر کیا گذری میرے محبوب میں تیری یاد کو سینے میں دبائے صحرا کی طرف نکل گیا۔ کیا تجھے یاد ہے کہ میں وہاں کس غرض سے گیا تھا۔ تیری آنکھوں کا جادو اور تیرے دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے۔

اے میرے محبوب وہاں ریت اُڑ رہی تھی۔ آہوئے مست کی روح برق پر سوار تھی۔ صرصر کے کاندھوں پر طوفان کا راج تھا۔ وہاں مجھے چند لالے کے پھول دکھائی دیئے۔ اُن کے جگر سے خون بہہ رہا تھا۔ دور سے کرشن کی بانسری کی فریاد سنائی دی کہ ؎

بشنو از نے چوں حکایت میکند
وز جدائیہا شکایت میکند

مجھے معلوم ہوا کہ یہ تیری ہی آنکھوں کے جادو اور تیرے ہی دانتوں کی چمک کی یاد میں سرمست ہیں۔ اے میرے محبوب تیری آنکھوں کا جادو اور تیرے دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے

ہاں تو کیا تو جانتا ہے کہ پھر مجھ پر کیا گذری۔ میرے محبوب مجھے ایک طرف سے قیس سر پہ خاک اُڑاتا ہوا اور لیلیٰ لیلیٰ کہتا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس سے حقیقت حال دریافت کروں۔ مگر اے میرے محبوب میں نے جان لیا کہ تو نے ہی اس کے سامنے آکر اور پھر ہٹ کر اس کو مجنون بنا دیا ہے —

اے میرے محبوب! تیری آنکھوں کا جادو اور تیری دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے

اے میرے محبوب اے میرے محبوب کیا تجھے یاد ہے کہ پھر میں نے کیا کیا؟ مجھے تیری محبت کی قسم کہ پھر میں پہاڑوں کی طرف منہ کر کے روانہ ہوا۔ ریزے در آج تیری مدح گا رہے تھے اور رو رو کر تیری یاد میں بہتے جا رہے تھے۔ برق درخشاں اور صاعقہ خنداں کے رعب سے موسیٰ زمین پر تڑپ رہے تھے۔ اے میرے محبوب تیری حکومت بادلوں پہ سے ہاتھ بڑھا کر زمین کو جذب کر رہی تھی۔ مگر اے میرے محبوب وہاں بھی میرا حال کسی نے نہ پوچھا۔ کیونکہ جو میرا حال تھا وہی اُن کا تھا۔ تیری آنکھوں کی قسم مجھ سے رہا نہ گیا میں زار زار رونے لگا۔ میری چیخوں کو سن کر فرہاد کچھ میری طرف متوجہ ہوا۔ لیکن خدا جانے یکایک اُس کو کیا یاد آیا کہ تیشہ اُٹھا کر زور سے اپنے سر پہ مارا اور "شیریں" کہہ کر تڑپنے لگا۔

اے میرے محبوب تب مجھے معلوم ہوا کہ تو ہی اُس کے سامنے آکر ہٹ گیا ہے۔ اس کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے اُس کی جوئے شیر اب تک قصر شیریں کو بوسے دیتی ہوئی پھوٹ پھوٹ کر روتی رہتی ہے۔

اے میرے محبوب۔ اے میرے محبوب!! تیری آنکھوں کا جادو اور تیرے دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے۔ اور مجھے دیوانہ بنا کر سبزہ زاروں اور ریگستانوں میں آوارہ رکھتی ہے۔ رات کو تاریکی کا جادو اور تاروں کی چمک مجھے بے قرار رکھتی ہے۔ ؎

کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

(خاکسار شبنم سرحدی)

خالدہ ادیب خانم کو احمدیت کا پیغام

(حضرت قبلہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی قلم سے)

بمبئی ۱۳ مارچ (بذریعہ ڈاک) مشہور عالمہ خالدہ ادیب خانم ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اپنے تاریخی اور علمی لیکچروں کے بعد کل ۱۲ مارچ ۳۵ء کو بمبئی پہنچیں اور کل ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء کو واپس جا رہی ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر جماعت احمدیہ بمبئی نے اپنے امیر جماعت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کی ہدایت کے موافق احمدیت کا پیغام ان کی منزل گاہ پہ پہنچایا۔ خاکسار عرفانی علیل تھا۔ اس لئے عزیز مکرم حامد بشیر اور چودھری غلام احمد صاحب کو اس مقصد کے لئے مقرر کیا گیا۔ انھوں نے موصوفہ سے ملکر جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے جماعت کے امیر کے الفاظ میں خوش آمدید کہا اور اظہار افسوس کیا کہ آپ نے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا سفر کیا۔ یہاں تک کہ آپ لاہور تک گئیں۔ لیکن اسوقت دنیا کی سب سے بڑی مذہبی تحریک احمدیت کے مرکز قادیان جانے کا آپ موقعہ نکال سکیں۔ یہی وہ عالمگیر تحریک ہے جس نے روئے زمین پر صداقت اسلام کے اظہار و اشاعت کے لئے تبلیغی مرکز قائم کئے ہیں۔ ہزاروں انسان جس کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اور یورپ و امریکہ کے ہر قسم کے معترضین اسلام کے جواب دینے کے لئے یہی جماعت سینہ سپر ہو کر آگے بڑھ رہی ہے۔ اس سلسلہ کے حالات اور کام کا اندازہ آپکو قادیان جا کر خود دیکھ کر اور حضرت امام جماعت سے مل کر ہوتا بہرحال ہم اپنی طرف سے سلسلہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور احمدنامی کتاب پیش کرتے ہیں جو آپکے سفر میں دلچسپ مطالعہ کا ذریعہ ہوگی۔ یہ اس پیغام کا مفہوم ہے۔

محترمہ خانم نے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ میں آپکے لٹریچر کو پڑھ رہی ہوں اور اپنی مصروفیت کے عذر سے سلسلہ کے مرکز میں نہ جانے کا افسوس کیا۔

رؤف بے جس وقت واپس جا رہے تھے۔ اُن کو بھی پیغام حق پہنچایا گیا اور خالدہ ادیب خانم کو بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو کھولے اور انھیں حقیقی اسلام کی خدمت کی توفیق دے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں کیونکر احمدی ہوا؟

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے حالات

(گذشتہ سے پیوستہ)

قادیان سے واپسی

قادیان سے روانہ ہوکر مولوی صاحب قصبہ مرالیوالہ میں اپنے ماموں کے پاس (جو آپکے خسر بھی تھے) پہونچے۔ آپ کے ماموں صاحب نے آپکو اپنا متبنیٰ بنایا ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے وہاں پہنچکر دوبارہ احادیث کا مطالعہ شروع کر دیا۔ پھر ان کو قادیان کے حالات اور نظاروں کے مطابق پرکھتے رہے۔ چونکہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے متعلق یقین ہو چکا تھا۔ اس لئے اب آپنے لوگوں میں یہ بات ظاہر کرنی شروع کر دی۔ کہ جو لوگ حضرت مرزا صاحب قادیانی پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اور آپ کو جھوٹا کہنے والے تقوے کی راہ سے گرے ہوئے ہیں۔ آپکی یہ باتیں سن کر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ یہ بھی مرزائی ہو گیا ہے۔ مگر جب وہ لوگ آپ سے پوچھتے تو آپ ان کو یہی جواب دیتے کہ ابھی تک میں نے بیعت نہیں کی

مولوی صاحب کے امتحان کا وقت

یہ وقت آپکے لئے نہایت ابتلا کا وقت تھا۔ ایک طرف تو آپکے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت مجبور کرتی کہ کھلم کھلا لوگوں میں اعلان کر دیں۔ دوسری طرف آپکو اس دنیا کی دولت اور عزت جو آپ کو اپنے ماموں کے ہاں حاصل تھی۔ اس اعلان سے منع کرتی۔ آپ اپنے ماموں کی ہزاروں روپے کی جائیداد کے مالک قرار دیئے گئے تھے۔ جب آپ کو اس دولت اور عزت کا خیال آتا۔ تو آپکی زبان اس اظہار سے رکتی۔ الغرض آپ عجیب کش مکش میں مبتلا تھے۔ ان دنوں آپکے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ دل سے تو مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے۔ آپ سوچتے تھے کہ اگر میں اس ایمان کو پوشیدہ رکھوں۔ تو اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ غیر احمدی آپ کی باتوں کو سنیں گے اور آپ کا اثر اچھا پڑے گا۔ آخر جب دو تین آدمی احمدی ہو جائیں گے تب آپ اس ایمان اور احمدیت کا اظہار کر دیں گے۔ اسطرح آپکے ماموں کو جو سخت متعصب حنفی تھے بھی سننے کا موقع ملتا رہے گا۔ اور عین ممکن ہے کہ وہ ایمان لے آئیں۔ مگر کبھی آپکے دل میں یہ خیال آتا کہ اگر خدانخواستہ آپ آج ہی فوت ہو گئے۔ حالانکہ آپنے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت نہیں کی۔ تو آپ کا نام مومنین کی فہرست میں نہیں آسکتا۔ یہ دنیا کی عزت اور دولت تو ایک فانی چیز ہے۔ مرنے کے بعد سب کچھ چھوڑنا پڑے گا آپ کو اس موقعہ پر کمزوری نہیں دکھلانی چاہیئے سمجھتے

سوچا کہ بہتر یہ ہے کہ میں صحابہ کرام کی طرح بھوکا پیاسا رہ کر اور لوگوں کے ہاتھوں دکھ اور تکالیف اٹھا کر ایمان کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ اور ایمان کی حالت میں میری وفات ہو تو یہ سب سے اچھا ہے

حضرت امام غزالی کا واقعہ

الغرض کشمکش و پیچ کا یہ سلسلہ تقریباً تین ماہ تک جاری رہا۔ آپ ہر روز دعاؤں میں مشغول رہتے کہ یا میرے اللہ تو ہی اس بھنور سے نکال۔ اس اثناء میں اللہ تعالیٰ نے مولانا کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اور آپ کی یوں دستگیری فرمائی کہ کسی شخص نے مولوی صاحب کو حضرت امام غزالی کی کتاب المنقذ من الضلال مطالعہ کے لئے دی۔ آپنے اس کو پڑھا۔ اس میں حضرت امام غزالی رح نے اپنا واقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ جب آپ پر حق کھلا کہ صوفیائے کرام کا سلسلہ حق پر ہے تو ایک طرف تو ان کا دل صوفیوں کی مجلس میں رہنے کو چاہتا تھا۔ اور دوسری طرف آپ لکھتے ہیں کہ میرا دل اس بات سے ڈرتا تھا کہ اگر میں نے صوفیوں کی مجلس میں بیٹھنا شروع کر دیا تو یہ دنیاوی عزت جو مجھے خلیفہ کے پاس حاصل ہے۔ اور وہ عزت جو تین سو طلباء میں جو میرے پاس پڑھتے ہیں مجھے حاصل ہے وہ جاتی رہے گی۔ آخر چھ سات مہینے بعد اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور میں مدرسہ کا تمام کاروبار چھوڑ کر بیت المقدس میں چلا گیا۔ اور دس سال تک صوفیائے کرام کی مجلس میں رہا۔ اب میں خدا کے بلوانے پر بولتا ہوں۔

الغرض جب آپ نے حضرت امام غزالی رح کا یہ واقعہ پڑھا تو معاً آپ کے دل میں فرشتہ نے بڑی زور کے ساتھ تحریک کی کہ یہ تمام وساوس شیطانی ہیں۔ جو آپ کو ہدایت سے روک رہے ہیں پس آپ نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ مجھے بھی امام غزالی کی طرح استقلال اور جرأت سے کام لینا چاہیئے۔ اور آپ صبح ہی اپنے ماموں سے یہ کہہ کر کہ آپ بقاپور جا رہے ہیں روانہ ہوئے۔

مولوی صاحب کی اپنے بھائی کے پاس آمد

آپکے بڑے بھائی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جو حضرت قبلہ شیخ یعقوب علی صاحب کے بڑے گہرے دوست اور صوفی منش آدمی تھے اور ملہم من اللہ بھی تھے اور آپ نے (مولوی صاحب) لڑکپن میں ان ہی کے ساتھ تعلیم پائی تھی۔ اس زمانے میں بقاپور میں رہتے تھے۔ آپنے یہ مناسب سمجھا کہ آپ ان کو بھی قادیان لے جائیں اور پھر ان سے اجازت لے کر بیعت کریں۔ تاکہ بعد میں کسی قسم کا مقابلہ نہ ہو۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ کا بزرگ بھائی باوجود غیر احمدی ہونے کے آپ کو بیعت کرنے سے نہیں روکے گا۔ چنانچہ آپ بقاپور پہونچے مولانا سیدھے اپنی زمین پر اپنے بھائی کو ملنے کے لئے گئے کیونکہ آپ کا یہ بزرگ بھائی باوجود معقول۔ شرح ملا۔ صدرہ۔ وغیرہ کتب علمیہ پڑھنے کے یہی مناسب سمجھتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی روزی پیدا کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالے۔ اور ویسے بھی چونکہ مولوی صاحب زمیندار ہیں۔ اور انکے دو کنوئیں بھی ان کی زمین پر ہیں۔ اسلئے آپ کو بھائی کی ملاقات کے لئے باہر جانا پڑا۔ اور ملاقات کے بعد آپ نے اپنا عندیہ یوں ظاہر کیا کہ میں قادیان سے ہو آیا ہوں۔ اور مجھ پر حضرت مرزا صاحب کی صداقت واضح ہو گئی ہے۔ چونکہ آپ صوفی منش آدمی ہیں اسلئے آپ میرے ہمراہ چلیں۔ اگر وہاں کوئی غلطی ہوئی تو آپ بتلا دیں۔ ورنہ مجھے بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ اور آپ کی مرضی بیعت کرنا یا نہ کرنا۔

آپ کے بھائی مولوی اسمٰعیل صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو کہنے لگے کہ میاں محبوب عالم (یہ آپکے چھوٹے بھائی ہیں) نہر پر گیا ہوا ہے۔ اگر وہ آیا ہوتا تو میں اس کو یہاں چھوڑ کر تیرے ساتھ جاتا۔ اب تم واپس چلے جاؤ دس پندرہ دن تک جب وہ آجائے گا۔ تو میں تمھیں بلا لونگا۔ پھر دونوں بھائی قادیان جاکر تیرے مرزا کو دیکھیں گے۔

اس گفتگو کو ابھی تھوڑی ہی دیر گذری ہوگی کہ آپ کے بھائی صاحب نے آپ سے کہا کہ تیرا مرزا سچا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ محبوب عالم آرہا ہے۔ اب ہم صبح ہی چلینگے۔

محبوب عالم نے آکر بیان کیا کہ میں نے دس پندرہ روز میں آنا تھا۔ لیکن کل رات میرے دل میں زبردست تحریک پیدا ہوئی کہ ابھی بقاپور جانا چاہیئے میں یہ سمجھ کر کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے صبح ہی ادھر روانہ ہو گیا۔

مولوی صاحب کی قادیان کیطرف روانگی اور راستہ کے حالات

الغرض یہ دونوں بھائی اپنے چھوٹے بھائی کو زمین کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے بقاپور چھوڑ کر خود قادیان کی طرف روانہ ہوگئے۔ پیدل چلتے چلتے جب آپ فتح گڑھ چوڑیاں کے پاس سے گذرنے لگے۔ تو دونوں نے فیصلہ کیا کہ وہ رات بٹالہ میں گذاریں۔ اسی اثناء میں ایک مسلمان مسافر بھی انکے پاس سے گذرا جس سے انھوں نے بٹالہ کا راستہ دریافت کیا اس شخص نے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کہاں جانا ہے تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہم نے بٹالہ سے قادیان جانا ہے۔ قادیان کا لفظ سن کر بجائے اس کے وہ آپ کو بٹالہ کا راستہ بتا دیتا۔ اس نے دونوں کو

بے نقط ماں بہن کی فحش گالیاں دینی شروع کردیں جس کوسُن کر مولانا اور آپکے بھائی دونوں ہکا بکا رہ گئے۔ وہ شخص لوگوں کو مخاطب کرکے کہنے لگا کہ دیکھو ان کی لمبی لمبی متشرع ڈاڑھیاں ہیں کیسے شریف اور بھلے مانس معلوم ہوتے ہیں اتنا کہہ کر وہ پھر تبرے سنانے لگا

دونوں بھائی یہ ماجرا دیکھ کر وہاں سے چل پڑے۔ جب نیچ گڑھ چوڑیاں کے دوسری طرف پہونچے تو مولوی محمد اسماعیل صاحب نے کہا "ابراہیم! اب ہم کسی مسلمان سے راستہ نہیں پوچھیں گے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ

مرزا صاحب سچے ہیں۔

کیونکہ صادق لوگوں کی اس طرح مخالفت ہوتی ہے۔

اس کے بعد یہ دونوں بھائی بٹالہ پہونچے اور وہاں کسی پر یہ ظاہر نہ کیا کہ ہم قادیان جا رہے ہیں رات منڈی سے باہر جو مسجد ہے اس میں بسر کی اور صبح کو اٹھ کر دونوں بازار میں آئے اور ایک ہندو سے قادیان کا راستہ پوچھ کر قادیان کی طرف چل پڑے اور ماہ فروری ۱۹۰۵ء میں کوئی دس گیارہ بجے قادیان دارالامان پہونچے۔

قادیان میں آمد

قادیان آتے ہی مولوی صاحب اپنے بھائی صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے درس میں لے گئے چونکہ مولوی صاحب آپکے واقف ہو چکے تھے۔ اسلئے مولوی محمد اسماعیل صاحب پر بھی آپ توجہ فرمانے لگے۔ پھر مولانا وہاں سے اٹھکر لنگر خانہ آگئے۔ اور اپنے بھائی کو کھانا کھلایا۔ کھانے سے فارغ ہوکر مولوی صاحب نے اپنے بھائی سے عرض کیا کہ آئیے میں آپکو آپ کے دیرینہ دوست سے ملاقات کرالاؤں چنانچہ وہ آپ کو قبلہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے پاس لائے۔ عرفانی صاحب نہایت خوش ہوئے اور بڑے تپاک سے ملے۔ ظہر کیوقت یہ دونوں بھائی مسجد مبارک میں گئے۔ اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ حضور علیہ السلام نے مولوی صاحب کو دیکھتے ہی فرمایا:۔ مولوی صاحب کتنے دن رہو گے؟ مولانا نے عرض کیا جتنے دن حضور ارشاد فرمائیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا تین چار دن ٹھیرو۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے اپنے کچھ شبہات اور شکوک حضرت اقدس کے حضور پیش کئے جن کا حضور علیہ السلام نے مفصل جواب فرمایا۔ اور جس کو محترم قبلہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے اسی وقت قلمبند کرلیا۔ اور اپنے اخبار الحکم میں شائع کیا اور بعد میں اپنی کتاب حقیقت نماز میں " ایک سائل اور حضرت اقدس" کے عنوان کے ماتحت جہاں دعاؤں کا ذکر ہے شائع فرمایا۔

بیعت کی اجازت

حضرت اقدس قریباً ایک گھنٹہ کے بعد اندر تشریف لیگئے اور مولوی صاحب نے اپنے بھائی سے حضرت اقدس کی صداقت کا ذکر کرنا شروع کردیا۔ آپکے بھائی نے کہا کہ اتنی جلدی نہ کرو جب دوسرا دن ہوا تو آپ کے یاد دلانے پر آپکے بھائی نے کہا کہ آج بھی ٹھیر جاؤ۔ اور مجھے اچھی طرح توجہ کرلینے دو تیسرے روز مولوی محمد اسماعیل صاحب نے مولوی صاحب سے کہا "یہ سلسلہ تو سچا معلوم ہوتا ہے آپ بیشک بیعت کرلیں میں راضی ہوں" پھر مولانا بقاپوری صاحب نے عرض کیا۔ کہ مسیح موعود اور امام مہدی کی حیثیت تو آپ پر واضح ہے آپ بھی میرے ساتھ بیعت کرلیں۔ یہ سن کر آپکے بھائی نے جواب دیا کہ

"تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں تمہیں بیعت کرنے کے لئے مجبور نہیں کرونگا۔ اسلئے تم مجھے کچھ نہ کہو میں اپنے گاؤں لوگوں کے دریافت کرنے پر کہدوں گا کہ میں نے بیعت نہیں کی۔ مولوی ابراہیم نے بیعت کرلی ہے۔ اور دوسرے دن بیعت کا کارڈ لکھدونگا۔ تاکہ لوگوں میں شور بھی نہ پڑے۔ اور مجھے جھوٹ بھی نہ بولنا پڑے" مولانا نے جواب دیا کہ میں تو اب شور سے ڈرتا نہیں اب جو کچھ ہو سو ہو۔

مولانا بقاپوری کا بیعت کرنا

جس روز مولانا بقاپوری نے بیعت کا ارادہ کیا۔ اس روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلاب لیا ہوا تھا۔ حضرت اقدس کی بیمارپرسی کے لئے خواجہ کمال الدین صاحب حضرت مولانا عبدالکریم صاحب۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور دو ایک اور اصحاب بیت الذکر میں حاضر تھے۔ جب حضرت اقدس کی خدمت میں مولانا بقاپوری صاحب کے آنے کی اطلاع پہنچی۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا انکو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ چنانچہ حضرت حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ آپ کو اندر لے گئے تو آپ اندر جاکر نیچے بیٹھنے لگے۔ کیونکہ تمام کرسیاں اور موڑھے رُکے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب کا مطلب معلوم کرکے حضرت اقدس نے فرمایا:۔ نہیں نہیں آپ میرے پاس چارپائی پر بیٹھیں۔ اس حکم پر مولوی صاحب حضرت اقدس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور عرض کی "حضور مجھپر آپکی صداقت واضح ہوگئی اور انشراح صدر ہوگیا ہے۔ میں اب بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا آپ اپنے پاؤں اوپر کرلیں اور جسطرح میں بیٹھا ہوں اسیطرح میری طرف منہ کرکے بیٹھ جائیں

چنانچہ آپنے اسی طرح پیر اوپر کرلیئے۔ حضور نے ہاتھ بڑھایا اور آپ کی بیعت قبول فرمائی۔ اور اسوقت جو دوست وہاں موجود تھے ان حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بھی شامل تھے۔ سبھی دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے۔ دعا کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مولوی صاحب مبارک ہو آپکو اسطرح بیعت کرنا۔

بیعت کے بعد مولانا بقاپوری صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرا تعلق مولوی عبدالجبار، حافظ عبدالمنان وزیرآبادی مولوی علاء الدین گوجرانوالی اور مولوی محمد علی بوپڑی سے ہے اب وہ مقابلہ کرینگے اسلیے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرماوے۔ آپنے فرمایا مولوی صاحب! ان کو کہدینا کہ میں نے حق پالیا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرنے کے بعد ان سے گفتگو کرنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا۔ اور آپ کو غلبہ دے گا اس کے بعد مولوی بقاپوری صاحب نے واپس جانے کی اجازت چاہی حضرت اقدس نے اجازت عطا فرمائی مولوی صاحب باہر چلے آئے آپکے بھائی نے حضور سے مصافحہ کیا اور آگئے۔

قادیان سے روانگی

دوسرے روز مولوی صاحب نے روانہ ہونا تھا۔ روانگی کے وقت آپ کے دیرینہ دوست حضرت قبلہ شیخ عرفانی صاحب نے آپ کی بیعت پر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور اس خوشی میں چند کتابیں بھی مولانا کو عطا فرمائیں۔ جن کی خوشی کو مولانا اب تک ویسے ہی محسوس کرتے ہیں جیسے کہ اس دن۔

یہاں سے روانگی کے بعد مولانا قصبہ مراسیوالہ میں پہنچے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور آپ کے اس بزرگ بھائی کو پھر اقدس کی زندگی میں بیعت کی توفیق نہ ملی۔ اور وہ خلافت اولیٰ میں وہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ جس کا مختصر واقعہ خلافت اولیٰ کے تذکرے میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا

(باقی)

THE STAR HOSIERY WORKS LTD. QADIAN,

قومی تجارت کو فروغ

دینے کے لیئے

دی سٹار ہوزری ورکس لمٹیڈ کے حصص خرید فرمائیں قیمت فی حصہ دس روپے ہے

جو مندرجہ ذیل طریق پر قابل ادا ہیں:۔

درخواست کے ہمراہ	مبلغ دو روپے فی حصہ
تخصیص حصص	" تین روپے
مطالبہ اول	" دو روپے آٹھ آنے
مطالبہ ثانی	" "

ان ہر دو مطالبوں میں کم از کم تین ماہ کا وقفہ ہو

مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے دفتر سے خط وکتابت فرمائیے

خادم جنرل منیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمٹیڈ

مجبور ہونا پڑا

شاعت میں ان کی بیماری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احباب سے ایک درخواست

الحکم کے قدیم سرپرستوں کو (جو اب تک خدا کے فضل سے زندہ ہیں) الحکم کا پرچہ ارسال ہے۔ اور مجھے ہرگونہ یقین ہے کہ وہ اس کی سرپرستی میں اپنی مسرت یقین کرینگے۔ اگر وہ کسی وجہ سے خریدار نہ رہنا چاہیں تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں ایسا ہی جن دوسرے احباب کی خدمت میں بغرض تحریک خریداری پرچہ بھیجا جائے۔ اگر وہ خریدار نہ ہونا چاہیں۔ تو بواپسی ڈاک اطلاع دیں۔ الحکم کے اس دور میں چاہتا ہوں کہ بقایا کا کوئی حساب نہ رہے۔

میں جذبات آفریں الفاظ میں کوئی اپیل نہیں کرتا۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ الحکم کے احیاء و بقا کی تحریک میں حصہ لینا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بازو کو قائم رکھنے کے ثواب اور سعادت سے بہرہ اندوز ہونا ہے (خاکسار عرفانی)

۲۶؍مئی ۱۹۳۵ء کو اخبار "الحکم" کا

مسیح موعود نمبر

شائع ہوگا

۲۶؍مئی کی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک یوم انقلاب ہے جبکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی نے خدا کی وحی کے مطابق رفع الی اللہ کا مقام پایا۔ ایسی عظیم الشان ہستیوں کی زندگی کے ایسے انقلابی ایام ان کی جماعتوں اور سلسلوں میں زندگی اور کامیابیوں کی روح پیدا کردیا کرتے ہیں۔ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر میں الحکم کا مسیح موعود نمبر شائع کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ ۵ ہزار کاپیوں کی اشاعت کا انتظام قبل از وقت ہوجائے اسکے لیے میں

پچاس محبان مسیح موعود علیہ السلام کو پکارتا ہوں

کہ وہ ایک ایک سو کاپی لے کر تقسیم کریں۔ اس میں اول سے آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت۔ صداقت اور کارناموں کا ذکر ہوگا سو کاپی کے خریدار کو ساڑھے بارہ روپے فی سیکڑہ کے حساب سے دیا جائے گا۔ اور ایک کاپی کی قیمت چار آنہ ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور فدائی خدام جلد سے جلد اپنے نام دینگے جو اس نمبر کی اشاعت کا موجب ہوسکے

حیاتِ احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات کو خاکسار شائع کررہا ہے اس سلسلہ میں حضور کی چالیس سالہ زندگی کے حالات پہلے شائع ہوچکے ہیں اب آپ کی زندگی کے دوسرے دور یعنی ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۹ء تک کے حالات شائع ہورہے ہیں۔ چونکہ تالیف ضخیم ہوگی اسلئے تو تو قسطوں کے حصص میں شائع ہورہی ہے۔ جس کا پہلا نمبر گذشتہ سال شائع ہوا تھا اب دوسرا نمبر جس میں ۱۸۸۲ء تک کے حالات ہیں شائع ہوگیا ہے۔ حسب معمول اسکی قیمت بھی ایک روپیہ ہے۔ اگر احباب چاہتے ہیں کہ جلد یہ تالیف مکمل ہوجائے تو اس کے لئے کم از کم ۵۰۰ خریدار ..... ہوجاویں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا تھا کہ "ہر احمدی کے گھر میں ہونی چاہیئے"

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان

مکتوباتِ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی اب پانچویں جلد شائع ہوگئی ہے۔ جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے۔ پہلے نمبر میں حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب رض مدراسی کے نام مکتوبات ہیں۔ اور دوسرے نمبر میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔ تیسرے نمبر میں چودھری رستم علی خاں رضی اللہ عنہ کے نام اور چوتھے نمبر میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوبات ہیں اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جب تک مکتوبات کا ذخیرہ ختم نہ ہوجائے اس سلسلہ کی ہر نمبر کی قیمت کم از کم ایک روپیہ ہے۔ لیکن جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار پہنچ جائے گی تو قیمت نصف کردی جائے گی۔ تھوڑی جلدیں طبع ہوئی ہیں احباب جلد منگوالیں۔

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان

اگر

پانچہزار کاپی نہ ہوسکی تو میں نہایت افسوس کے ساتھ اس کی اشاعت کو ملتوی کردوں گا۔ اسلئے

۱۵؍اپریل ۱۹۳۵ء تک اس تعداد کو پورا کردیا جائے

میں اعلان کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ خدا آپ کا حافظ و ناصر ہو

خاکسار:— عرفانی

... بھی سنئے ایمان لے آ... کہ اگر خدا نخواستہ آپنے حضرت کی بیعت نہیں کی ... میں نہیں آسکتا۔ یہ دنیا کی فانی چیز ہے۔ مرنے کے بعد آپ کو اس موقعہ پر کمزوری نہیں د...

قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا